سلسلہ
مواعظ حسنہ
نمبر ۱۳۰

مقصدِ تخلیقِ حیات

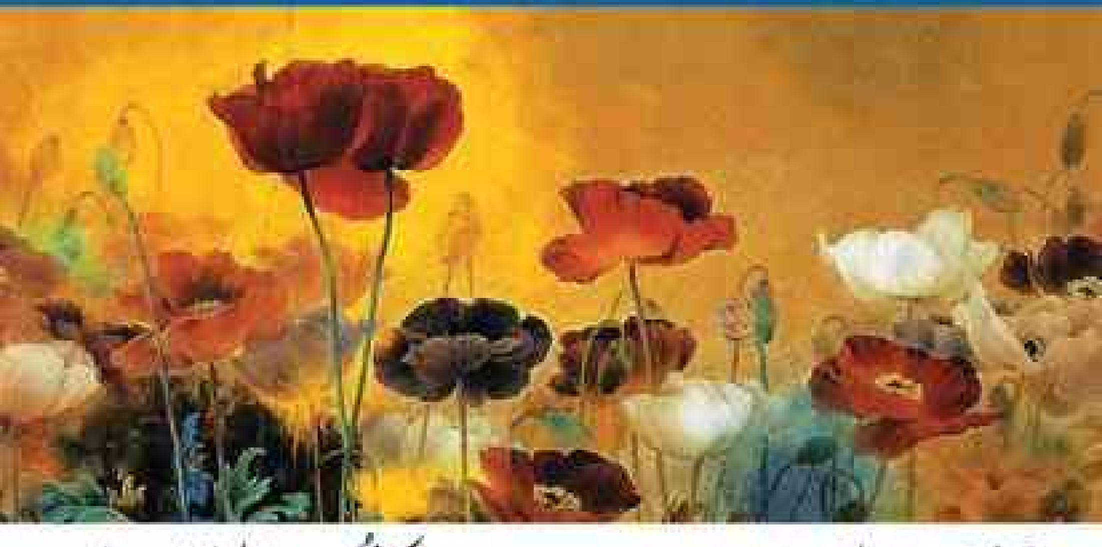

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال کراچی

سلسلۂ مواعظ حسنہ نمبر ۱۴۳

مقصدِ تخلیقِ حیات

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ
حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حسب ہدایت وارشاد

حکیم الامت حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم

بہ فیضِ صحبتِ ابرار یہ دردِ محبت ہے | محبت تیرا صدقہ ہے ثمر ہیں تیرے نازوں کے
بہ امیدِ نصیحت دوستو اس کی اشاعت ہے | جو میں نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے ارشاد کے مطابق حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی جملہ تصانیف و تالیفات

محی السنہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

www.khanqah.org

ضروری تفصیل

وعظ : مقصدِ تخلیق حیات
واعظ : عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ
تاریخ وعظ : ۷ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۸ھ مطابق ۹ ستمبر ۱۹۹۷ء
مقام وعظ : مدرسۃ البنات، ڈربن، جنوبی افریقہ
ترتیب و تصحیح : جناب سید عمران فیصل صاحب (خلیفہ مُجازِ بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ)
تاریخ اشاعت : ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۶ھ مطابق ۴ مارچ ۲۰۱۵ء بروز بدھ
زیرِ اہتمام : شعبہ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی
پوسٹ بکس:11182 رابطہ:+92.21.34972080 اور +92.316.7771051
ای میل:khanqah.ashrafia@gmail.com
ناشر : کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی، پاکستان

قارئین و محبین سے گزارش

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کراچی اپنی زیرِ نگرانی شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی شایع کردہ تمام کتابوں کو ان کی طرف منسوب ہونے کی ضمانت دیتا ہے۔ خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی تحریری اجازت کے بغیر شایع ہونے والی کسی بھی تحریر کی حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہونے کی ذمہ داری خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی نہیں۔

اس بات کی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی کتابوں کی طباعت اور پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ اس کام کی نگرانی کے لیے خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کے شعبۂ نشر و اشاعت میں مختلف علماء اور ماہرین دینی جذبے اور لگن کے ساتھ اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اس کے باوجود کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرمائیں تاکہ آیندہ اشاعت میں درست ہوکر آپ کے لیے صدقۂ جاریہ ہوسکے۔

ناظم شعبۂ نشر و اشاعت
خانقاہ امدادیہ اشرفیہ

عنوانات

کثرتِ دعا کا معمول بنا لیں ۵
اللہ تعالیٰ کی محبت مؤمن کی غیر مشترکہ نعمت ہے ۵
ہر اللہ والے کا رنگِ مزاج الگ ہوتا ہے ٦
بد نظری سے بچاؤ کا نہایت مؤثر مراقبہ ۷
عشق ناپاک کی ناپاکیاں ۹
عشق مولیٰ کی آبادیاں اور عشق مجازی کی بربادیاں ۹
عالمگیر بادشاہ کا ایک سبق آموز قصہ ۱۱
کارِ شیطانی کا انجام ۱۲
طریقۂ حصولِ لذتِ دو جہاں ۱۲
دعوتِ دین کا ایک مفید طریقہ ۱۳
دعوتِ لذتِ دو جہاں ۱۴
بلاغتِ کلامِ خدا کی ایک مثال ۱۵
ابدال کون لوگ ہیں؟ ۱۷
شیطان کو خوش کرنے میں رحمٰن کی ناخوشی ہے ۱۷
سایۂ رحمتِ خدا کی علامت ۱۸
اصلی شکر گزار بندے کون ہیں؟ ۱۹
حلاوتِ بصارت کے بدلے حلاوتِ ایمانی کا حصول ۲۰
تلخیِ حیات کا سبب نافرمانیِ خدا ہے ۲۱
مضمونِ غضِ بصر کی اہمیت ۲۲
ولی اللہ بننے کا طریقہ ۲۳
تخلیقِ انسانیت کی بنیاد محبتِ الٰہیہ کی شرط پر ہے ۲۵
صحبتِ اولیاء کی اہمیت ۲٦
خدا کے راستے کے غم کی قیمت ۲۷
فنائے حسنِ فانی ۲۸

www.khanqah.org

مقصدِ تخلیق حیات

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ

کثرتِ دعا کا معمول بنالیں

اس دعا کو اپنا معمول بنالیں کہ اے خدا! اپنی یاد کے علاوہ ہمیں کسی چیز میں مشغول نہ فرمایئے۔ دیکھیے! جب اللہ تعالیٰ یہ دعا قبول فرمالیں گے تو ایسے اسباب بھی پیدا کردیں گے کہ اللہ کی یاد کے لیے سب فکروں سے فراغت نصیب ہوجائے گی۔ لہٰذا اللہ سے مانگو، مانگنے سے کیا نہیں ملتا، جب اللہ اپنے دشمنوں یعنی کافروں اور یہودیوں کو روٹی دے رہا ہے تو کیا مسلمانوں کو روٹی نہیں دے گا؟ آہ! جو پیٹ بنا سکتا ہے وہ روٹی بھی دے سکتا ہے، جو سر بنا سکتا ہے وہ ٹوپی بھی دے سکتا ہے۔ بتاؤ سر کی قیمت زیادہ ہے یا ٹوپی کی؟ جب بڑی چیز دے دی تو چھوٹی چیز کے لیے فکر کیوں کرتے ہو۔ یہ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کا مضمون ہے۔

اللہ تعالیٰ کی محبت مؤمن کی غیر مشترکہ نعمت ہے

ایک جگہ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اے اللہ! آپ اس سورج سے کافروں کو بھی روشنی دیتے ہیں، ہندو اور یہودی بھی اس سورج سے دھوپ لے رہے ہیں، آپ ہمیں وہ سورج دیجیے جو آپ کافروں کو نہیں دیتے، ہمارا مال اور دشمنوں کا مال ایک ہوگا تو پھر ہمارا کیا امتیاز ہے۔ لہٰذا آپ ہمیں اپنی محبت اور نور اور ذِکر کا سورج دیجیے جو کافروں کو نصیب نہیں ہے۔ دنیاوی سورج سے تو کافر اور مسلمان سب فائدہ اٹھا رہے ہیں، ہمیں وہ دولتِ مشترکہ نہیں چاہیے جو آپ دشمن کو بھی دیں اور دوست کو بھی دیں، یہ خالص ہمارا مال نہیں ہے، ہمارا مال وہ ہے جو آپ دشمنوں کو نہیں دیتے۔ اس پر اختر کا یہ شعر ہے۔

دشمنوں کو عیش آب و گل دیا
دوستوں کو اپنا دردِ دل دیا

یعنی دشمنوں کو مٹی پانی کی عورت، سموسہ اور پاپڑ دے دیا مگر ہم کو اپنی محبت اور اپنا ذکر دیا، اور دونوں میں فرق کیا ہے؟

ان کو ساحل پر بھی طغیانی ملی
ہم کو طوفانوں میں بھی ساحل دیا

وہ ایئرکنڈیشن میں بھی خودکشی کر رہے ہیں اور ولی اللہ اپنے بوریے پر اللہ کی یاد میں مست ہے۔

ہر اللہ والے کا رنگِ مزاج الگ ہوتا ہے

اللہ اپنے ہر ولی کو اپنی محبت کا الگ الگ مزہ دیتا ہے، مشترک مزہ نہیں دیتا، کوئی نہ کوئی فرق ہوتا ہے، جیسے ہر آدمی کی صورت الگ ہوتی ہے اور ہر ایک کی سیرت میں بھی تفرّد ہوتا ہے، کسی پر رنگِ جمال غالب ہے، کسی پر جلال غالب ہے، کسی پر اخلاق و کرم غالب ہے، کوئی خشیت اور دیوانگی سے جلا بھنا کباب ہے، کسی کا مزاج ٹھنڈا ہے یعنی نقشبندی کی طرح کافور کی شراب پی رہا ہے، کوئی سونٹھ والی چشتیوں کی گرم شراب پی رہا ہے۔ جنت میں نقشبندیوں کو کافوری شراب پلائی جائے گی کیوں کہ وہ دنیا میں ٹھنڈے تھے لہٰذا ٹھنڈی شراب پیو، جَزَآءً وِّفَاقًا[۱] تم کو تمہارے اعمال کے موافق ملے گا، تم ہمارے عشق میں ٹھنڈے تھے لہٰذا کافور کی ٹھنڈی شراب پیو اور جو ہمارے عشق میں شور مچانے والے بندے ہیں یعنی چشتی تھے وہ شرابِ زنجبیل، سونٹھ والی گرم شراب پئیں۔ ان دونوں شراب کا ذکر قرآنِ مجید میں ہے۔ تو جنت میں عمل کے موافق جزا ملے گی، لہٰذا جو یہاں اللہ کے عشق میں شور و غل کرتے تھے، روتے تھے اور جلے بھنے رہتے تھے ان کو اللہ شَرَابًا زَنۡجَبِیۡلًا پلائے گا اور جو سنت و دین کے پابند ہیں مگر مزاج کے ٹھنڈے ہیں، زیادہ شور و غل اور آہ و فغاں نہیں کرتے، اللہ ان کو وہاں شَرَابًا کَافُوۡرًا پلائیں گے اور ان کو وہی اچھی لگے گی۔ اللہ تعالیٰ جس کو جو دے گا اس کو اسی میں مزہ آئے گا، جنت تکلیف کی جگہ نہیں ہے نہ حسرت کی جگہ ہے، وہاں کسی کو کوئی غم

---

[۱] النبا:۲٦

نہیں ہو گا کہ ہمیں یہ کیوں نہیں دیا، اللہ تعالیٰ جس کو جو دیں گے وہ اسی میں خوش رہے گا، اس کو اسی میں مزہ آئے گا۔

میں یہ کہتا ہوں کہ جن کے اندر مزاجِ معشوقیت ہے، میں ان کے مزاجِ معشوقیت کو ان شاء اللہ تعالیٰ مزاجِ عاشقی سے بدل دوں گا۔ اس پر میرا ایک شعر ہے ؎

اپنی لگی کو جان میں اس کی لگا کے ہم
اس شمع کو پروانۂ الفت بنادیا

یعنی جو ظالم یہ چاہتا تھا کہ ہر شخص مجھ سے محبت کرے، میں ناز و نخرے دِکھاؤں تو میں نے اس کے مزاجِ معشوقیت کو عاشقیت سے بدل دیا، اب وہ اللہ والوں کا غلام بنا ہوا ہے اور اپنی معشوقیت ختم کرچکا ہے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کا یہی مشورہ ہے ؎

ترک کن معشوقی و کن عاشقی
اے گماں بردہ کہ خوب و فائقی

اے سالکین! معشوق مت بنو عاشق بنو کیوں کہ معشوق بننے میں تم کو بہت زیادہ ناپ تول دِکھانا پڑے گا کہ ناک اتنی اونچی ہونی چاہیے، سینہ اتنا ہو اور کمر اتنی ہو۔ ارے عاشق بنو اور پیمائشوں کی فکر مت کرو، عاشقوں کے لیے کوئی قید نہیں، جس طرح سے چاہیں رہیں۔ دیکھیے! ناک کٹا، کان کا بُچہ اور ہاتھ کا لولا عشق کر سکتا ہے یا نہیں؟ اور اللہ کے عاشقوں کا تو معاملہ ہی ان شاء اللہ کچھ اور رہے گا۔ یہ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کا مشورہ ہے کہ عاشق بنو، تمہیں اپنے فائق اور حسین ہونے کا گمان کیوں ہے؟ حالاں کہ تم سر سے پیر تک عیب دار ہو، آنکھ الگ گناہ گار ہے، کان الگ گناہ گار ہے، اس کے باوجود بھی تم اپنے کو اچھا سمجھتے ہو، کیا یہ تعجب کی بات نہیں ہے؟ جیسے کوئی اپنی غلاظت سونگھ کر واہ رے واہ! کہہ رہا ہو، تو اتنے گناہوں میں ہو کر بھی اپنے کو مقدس اور دوسروں کو حقیر سمجھتے ہو، ایسے شخص کے لیے تکبر کی بیماری تعجب کی بات ہے۔

بدنظری سے بچاؤ کا نہایت مؤثر مراقبہ

اگر کسی کو کسی معشوق سے رغبت ہونے لگے جیسے جرمن ایئرپورٹ پر ہمارے بعض

دوستوں نے کہا کہ ان جرمن لڑکیوں پر تو دل بہت پاگل ہو رہا ہے، میں نے ان سے کہا کہ اللہ سے توبہ کر کے میرا یہ شعر پڑھو، ابھی ابھی تمہارے لیے یہ اینٹی بایوٹک شعر بنایا ہے ؎

آگے سے مُوت پیچھے سے گُو
اے میر جلدی سے کر آخ تھو

اس شعر سے اس کے حسن کی عظمت ختم ہو جائے گی اور حسن کی عظمت ختم ہونا یہ بارہ آنے علاج ہو گیا، اب تھوڑی سی ہمت کر کے توبہ بھی کر لے کیوں کہ اگر دل میں حسن کی عظمت آجاتی ہے تو پھر آدمی اس حسین کا بندہ بن جاتا ہے، اس کے پیر پر سر رکھ دیتا ہے۔ اس لیے میں ایسے اشعار کہتا ہوں جن سے حسن کی عظمت ختم ہو جائے۔ میں جو یہ مضمون بیان کرتا ہوں کہ حسینوں کا گراؤنڈ فلور گٹر لائنوں سے بھرا ہے، غلاظت اور بدبودار ریاح سے بھرا ہے، تو میں یہ حلال بیوی کے لیے نہیں کہتا بلکہ حرام چھڑانے کے لیے کہتا ہوں، یہ نہیں کہ بیوی کو جا کر کہہ دو کہ تم میں تو خراب ہوائیں بھری ہوئی ہیں لہٰذا ہم تم سے پیار نہیں کر سکتے۔ مجھے بعض خواتین نے فون کیا کہ آپ حسن کی دھجیاں بکھیرتے ہیں اور حسینوں کے پیٹ میں بھری گندگیوں کا تذکرہ کرتے ہیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ کل کو میرا شوہر میرے پاس نہ آئے۔ لہٰذا میں ہر تقریر میں کہہ دیتا ہوں کہ حلال کی بیویاں اس سے مستثنٰی ہیں۔ کیوں کہ ان کے پیٹ سے ایسی اولاد مل سکتی ہے جو صاحبِ نسبت اور صدیقین ہو سکتی ہے، حافظ اور عالم ربانی بن سکتی ہے۔ قبر جو عالم برزخ ہے وہاں بھی اگر عمل اچھا ہے تو خوشبو ہی خوشبو رہے گی مگر حرام معشوقوں کے گراؤنڈ فلور میں ہگستان، موتستان اور پادستان ہے، ان ہی تین ملکوں میں گھر جاؤ گے۔ اور حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جنہوں نے صورت و شکل سے محبت کی، آخر میں اس کا انجام عداوت و نفرت سے بدل جاتا ہے کیوں کہ شکل یکساں نہیں رہتی، جب شکل کا جغرافیہ بدل گیا تو ملنا جلنا بھی بند ہو گیا اور نفرت و عداوت بھی ہو گئی۔ تو عشق مجازی کا آخری انجام نفرت و عداوت ہے۔ اور حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جن لوگوں نے عشق مجازی میں مبتلا ہو کر گناہ کر لیا تو فاعل اور مفعول دونوں ایک دوسرے کی نظروں میں ہمیشہ کے لیے ذلیل ہو جاتے ہیں۔ اور یہ بھی فرمایا کہ عشق مجازی عذابِ الٰہی ہے۔

عشق ناپاک کی ناپاکیاں

آپ ان لوگوں سے پوچھیں جو رومانٹک مزاج ہیں کہ ان کی راتوں کی نیندیں حرام ہیں۔ اور یہ محبت اس لیے بھی ناپاک ہے کہ جب معشوقوں کے عشق میں کوئی غزل کہتا ہے، اشعار کہتاہے اگر اس کی شلوار کو آپ لیبارٹری میں دیکھیے تو وہ ناپاک نکلے گی، اشعار کہتے کہتے آخری شعر یعنی مقطع سے پہلے ہی خطا ہو جاتا ہے، اسے پہلے ہی اس کے تصور سے مزہ آجاتا ہے، حرام مزے کی علامت یہی ہے کہ آدمی ناپاک ہو جاتا ہے اور پاک مزہ وہ ہوتا ہے جو آدمی کو پاک رکھتا ہے، پاک مزہ پاک رکھے گا، باوضو رکھے گا،بس مولیٰ کے نام پر مرنا سیکھو۔اسی لیے کہتا ہوں کہ دنیاوی عاشقوں میں کچھ مزہ نہیں ہے سوائے پریشانی اور ذلت و خواری کے۔

عشق مولیٰ کی آبادیاں اور عشق مجازی کی بربادیاں

گلشن اقبال میں ہماری خانقاہ کے سامنے ایک اخبار بیچنے والے نے ایک لڑکی کو چھیڑ دیا،یہ آنکھوں دیکھا حال بتارہاہوں،اس لڑکی کے سارے رشتہ دار اُسے جوتے مار رہے تھے، بال کھینچ رہے تھے۔میں نے کہاکہ دیکھو یہ حسین کو ہینڈل کررہاتھا،اب اسے سینڈل پڑرہے ہیں، اور اللہ پر مرنے والے سے لوگ دعا کراتے ہیں کہ حضرت دعا کیجیے۔دیکھا آپ نے کہ دونوں عشق میں کیا فرق ہے۔جو اللہ تعالیٰ پر مرتاہے اس کا یہ حال ہے کہ لوگ اس سے کہہ رہے ہیں کہ صوفی جی، حضرت صاحب! دعاؤں میں یاد رکھنا اور ان دنیاوی عاشقوں سے کوئی دعانہیں کراتا بلکہ ان کو دیکھ کر کہتے ہیں کہ دیکھو لعنتی آدمی جارہاہے،عاشق و معشوق جنہوں نے آپس میں زنا کرلیایاکوئی اور بدمعاشی کرلی توپہلے تو کہتے تھے کہ مرنڈا پی لو اور انڈا کھلا لو اور حضور آپ تو حسن کے بادشاہ ہیں،اور اب ایک دوسرے کو گالیاں دے رہے ہیں، پھر کوئی کسی سے دعا بھی نہیں کراتا، سلام بھی نہیں کرتا۔میں نے بنگلہ دیش میں ایک رومانٹک آدمی سے پوچھا کہ جب کوئی آپس میں بدفعلی کا گناہ کرتاہے توپہلے جو ایک دوسرے کی خوب آؤ بھگت ہورہی تھی مگر پھر اس کے بعد جب منہ کالا ہوتاہے تو کیا وہ آپس میں ایک دوسرے سے دعا کراتے ہیں؟ یا ایک دوسرے کو سلام کرتے ہیں کہ حضرت میں جارہاہوں، السلام علیکم ورحمۃ

اللہ وبرکاتہٗ، مجھے دعاؤں میں یاد رکھنا۔ بنگلہ دیش میں ایک قاری صاحب ہیں جو میرے بہت ہی خاص دوست ہیں، انہوں نے اس بات کا جواب دیا کہ فاعل اور مفعول ایک دوسرے سے دعا کیوں نہیں کراتے؟ لیکن ان کا جواب بتانے سے پہلے میں ان کے بارے میں ایک بات بتاتا ہوں کہ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لب مبارک سے ان کے چہرے کا بوسہ لیا۔ انہوں نے مجھے روتے ہوئے بتایا کہ میرا سارا گال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب دہن سے بھر گیا، پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جانتے ہو میں تم سے کیوں ملنے آیا ہوں؟ تو میرے اختر کا ہے اس لیے میں تجھ سے ملنے آیا ہوں۔ ایسا ہی خواب جنوبی افریقہ کے مولانا عبدالحمید صاحب نے دیکھا کہ خواب میں اختر بھی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرمایا کہ اے ابو بکر صدیق! اور اے عمر فاروق! دیکھو میرے اختر کو۔ میں نے کہا کہ یہ وہی الفاظ ہیں جو بنگلہ دیش کے قاری صاحب نے خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے سنے تھے حالاں کہ مولانا عبدالحمید صاحب کو قاری صاحب کے اس خواب کی خبر بھی نہیں تھی۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں، اللہ کا راستہ بہت پاکیزہ ہے، جو اللہ پر مرتا ہے اسے دونوں جہاں کا حاصل ملتا ہے۔

وہ شاہِ دوجہاں جس دل میں آئے
مزے دونوں جہاں سے بڑھ کے پائے

مولیٰ کو چھوڑ کر کہاں گندی نالیوں میں، ذلتوں اور خواریوں میں جاتے ہو جہاں ہر طرف لعنت ہی لعنت ہے۔ اگر یہاں سمندر کے کنارے حضرت سلطان ابراہیم ابن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کا خیمہ لگا دیا جائے اور ریڈیو پر اعلان کر دیا جائے کہ حضرت سلطان ابراہیم ابن ادہم جنہوں نے خدا کی محبت میں سلطنت چھوڑ دی تھی آج اللہ نے چند گھنٹوں کے لیے ان کو بھیج دیا ہے، کسی کو زیارت کرنی ہو یا دعا کرانی ہو تو آجائے، تو مسلمانوں کی قطار در قطار لگ جائے گی، ایسی دھکے بازی ہوگی، ایسا ہجوم ہوگا کہ کیا کہیں۔ اور وہیں قریب میں ایک اور خیمہ لگا دیا جائے کہ ایک عاشق مجاز، لونڈیوں اور لونڈوں کے چکر میں، بدمعاشی میں پکڑا ہوا ایک پاگل اس خیمہ میں رہتا ہے، جو اللہ کو چھوڑ کر، مولیٰ کو چھوڑ کر غیر اللہ کے عشق میں ذلیل وخوار ہو رہا ہے، اس کے بڑے بڑے بال ہیں اور منہ سے بدبو آتی ہے، جو چاہے اس کی بھی زیارت کرلے، تو

ادھر کوئی جائے گا بھی نہیں، اگر جائے گا تو تھوک کر چلا جائے گا۔ دیکھا! عاشق مولیٰ اور عاشق لیلیٰ کا فرق۔

میں یہی کہتا ہوں کہ اگر مجنوں کو اُس زمانے کا کوئی شمس الدین تبریزی مل جاتا تو اس کو عشق لیلیٰ سے نجات مل جاتی، وقت کا شمس الدین تبریزی اپنی روحانیت سے اس کے عشق لیلیٰ کو عشق مولیٰ سے بدل دیتا، اللہ والوں کی روحانی طاقت بہت ہوتی ہے مگر شرط یہ ہے کہ مرید میں اخلاص اور ارادہ بھی ہونا چاہیے بلکہ کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ بعض غیر مخلص بھی اللہ والے بن گئے۔

عالمگیر بادشاہ کا ایک سبق آموز قصہ

انڈیا کے شہر حیدرآباد دکّن کے جنگل میں ایک بہروپیا اللہ والا بنا ہوا تھا، وہ اللہ والا نہیں تھا، عالمگیر بادشاہ کو دھوکا دینے کے لیے نقلی اللہ والا بنا ہوا تھا۔ بہروپیا کے معنیٰ ہیں جو روپیہ حاصل کرنے کے لیے روپ بنائے۔ جب عالمگیر ادھر سے گزرے تو اس بہروپیے کو اللہ والا سمجھ کر اس سے دعا کرائی، بہروپیے نے کہا کہ فقیر دعا کرتا ہے، بادشاہ بڑا معتقد ہوا اور ایک ہزار اشرفیاں دیں، اس نے لات ماردی کہ جیسے تم دنیا کے کتے ہو، تو کیا مجھے بھی کتا سمجھتے ہو؟ اس نے ایک ہزار اشرفیوں کو ٹھوکر ماردی، اب تو عالمگیر کے ہوش اُڑ گئے، کہنے لگے کہ یہ تو بہت بڑا ولی اللہ ہے۔ جب بادشاہ آگے بڑھے تو بہروپیا ان کے پیچھے بھاگا اور کہا کہ حضور میں وہی بہروپیا ہوں جس کو دہلی میں آپ نے کئی دفعہ پہچانا مگر آج آپ مجھے نہیں پہچان سکے، میں کوئی اللہ والا نہیں ہوں، میں نے تو اللہ والے کا روپ بنایا تھا۔ تب عالمگیر نے کہا کہ مجھے کوئی غم نہیں ہے کیوں کہ آج تم اللہ والوں کے روپ میں تھے، اللہ والوں کی محبت میں اگر عالمگیر دھوکا کھالے تو اس دھوکے پر مجھے کوئی غم نہیں بلکہ یہ میرے عشق کا کمال ہے کہ میں اللہ والوں کا اتنا عاشق ہوں کہ نقلی اللہ والے پر بھی مر گیا تو اصلی اللہ والوں پر کتنا مروں گا۔ پھر بادشاہ نے بہروپیے کو سو اشرفیاں دیں، ہزار اشرفیوں میں سے نو سو واپس لے لیں اور صرف سو اشرفیاں دیں۔ اس نے کہا جزاک اللہ! بہت بہت شکریہ۔ عالمگیر نے ایک سوال کیا کہ میں تو تم سے دھوکا کھا گیا تھا، تم ایک ہزار اشرفیاں پاگئے تھے، مزے سے رہتے لیکن تم نے اپنے کو ظاہر کردیا کہ

میں نقلی بہروپیا ہوں تو تمہاری نو سو اشرفیاں کم ہو گئیں، تم نے ایسی حرکت کیوں کی؟ مجھے دھوکا دے کر تم مزے میں رہتے۔ اس نے کہا کہ حضور! بات یہ ہے کہ میں نے اللہ والوں کا پارٹ ادا کیا تھا، ان کا روپ بھرا تھا، اگر میں پیسے لے لیتا تو اللہ والوں کی عظمتوں کو اور ان کی عزت کو نقصان پہنچتا، اس لیے میں نے دنیا کے لیے اللہ کے پیاروں کی عزت کو نقصان نہیں پہنچایا، اگر میں اس وقت ہزار اشرفیاں لے لیتا تو میرے بہروپ کا جو کمال تھا وہ ختم ہو جاتا۔

حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے اس قصے کو بیان کر کے فرمایا کہ دیکھو! ایک نقلی شخص نے بھی اللہ والوں کی اتنی عزت رکھی تو تم اللہ والے بن کر غلط کاموں میں کیوں جاتے ہو؟ اس سے اللہ والوں کی عظمت کو نقصان پہنچتا ہے۔ گول ٹوپی پہن کر، ایک مٹھی داڑھی رکھ کر اگر تم کسی کالی گوری کو دیکھو گے تو وہ کیا کہے گی۔ خانقاہوں میں اس لیے جاؤ تاکہ تمہارے اخلاقِ رذیلہ اخلاقِ حمیدہ سے بدل جائیں۔ جو اللہ والوں کی غلامی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اس کے اخلاقِ رذیلہ کو اخلاقِ حمیدہ سے بدل دیتا ہے۔

کارِ شیطانی کا انجام

تو میرے بنگلہ دیشی دوست قاری صاحب نے کہا کہ جب عاشق و معشوق بد فعلی کرتے ہیں تو ایک دوسرے سے سلام دعا بھی نہیں کرتے۔ میں نے کہا کہ دعا کیوں نہیں کراتے؟ انہوں نے کہا کہ کبھی شیطان بھی شیطان سے دعا کراتا ہے؟ اس نے کہا کہ دونوں ایک دوسرے کو شیطان سمجھتے ہیں، وہ بھی شیطان، یہ بھی شیطان اور شیطان نے کبھی شیطان سے دعا نہیں کرائی، کیا ایک شیطان دوسرے شیطان سے دعا کرائے گا؟ انہوں نے بڑی اچھی بات کہی، بہت اللہ والے آدمی ہیں، جو ایسا خواب دیکھے گا تو سوچو کہ وہ کیسا ہوگا۔

طریقۂ حصولِ لذتِ دوجہاں

ہمارا کام یہی ہے کہ لیلاؤں سے جان چھڑانا اور مولیٰ سے آشنا کرنا، ہم اپنے قلب و جان کو اللہ تعالیٰ سے ایسے چپکائیں کہ کوئی ذرّہ برابر بھی انہیں الگ نہ کر سکے، سارا عالم چاہے بادشاہت کا عالم ہو، وزارت کا عالم ہو، حسینوں کا عالم ہو، پاپڑ اور سموسے اور بریانیوں کا عالم ہو غرض کوئی بھی

عالم ہم کو اللہ سے ایک اعشاریہ، ایک بال کے برابر بھی جدا نہ کرسکے، ہم اللہ پر ایسے مر جائیں، ایسے فدا ہو جائیں، ایسے چپک جائیں جیسے چھوٹا بچہ ماں سے چپٹا ہوا ہوتا ہے، اللہ جو خالقِ دوجہاں ہے، اس سے جن کے قلب و جاں چپٹے ہوئے ہیں وہ دونوں جہاں کی لذتیں چوستے رہتے ہیں، اسی لیے ان کے قلب و جاں سلاطین کو خاطر میں نہیں لاتے کیوں کہ جو اللہ بادشاہوں کو بادشاہت کی بھیک دیتا ہے وہ ان کے دل میں ہے، لیلاؤں کو نمک دینے والا ان کے قلب میں ہے۔ اس لیے جو مولیٰ کو پا جائے وہ لیلاؤں سے مستغنی ہو جاتا ہے۔

جب زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام سے برے کام کا ارادہ کیا تو اللہ نے حضرت یوسف کے والد کا عکس ان کے سامنے کر دیا، انہوں نے اپنے والد کی شبیہ دیکھی، اللہ تعالیٰ نے غیب سے ان کی مدد فرمائی۔ جب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ میں اپنے عاشقوں سے برائی کو دور رکھوں تو ان کے سامنے ہر وقت لیلاؤں کے گراؤنڈ فلور کی گندگیاں رہتی ہیں کہ اگر ان حسینوں کو دیکھا تو شیطان ہم کو ان کے پیشاب پاخانے کی بدبودار نالیوں میں گھسیٹ لے گا۔ لہٰذا جن لوگوں نے نظر نہیں بچائی ان کا انجام یہی ہوا کہ داڑھی اور گول ٹوپی سمیت معشوقوں کی گٹر لائنوں میں گھس گئے اور زِنا میں مبتلا ہو گئے۔ اس لیے کہتا ہوں کہ ان کا فرسٹ فلور ہی مت دیکھو جو ہمیں مولیٰ سے دور کر دے، ایسے گال ہی مت دیکھو جو ہمیں گٹر لائنوں میں دھکیل دیں، ایسے گال کیوں دیکھتے ہو؟ ایسے گالوں سے خیریت بھی مت پوچھو کہ تسی کی گل ہے؟ ورنہ آب و گِل میں گھس جاؤ گے۔

دعوتِ دین کا ایک مفید طریقہ

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے نصیحت فرمائی ہے کہ تم جس قوم کو دعوت دو اس کی بولی بولو، اگر تم چاہتے ہو کہ چڑیا کو اللہ کی محبت سکھاؤ تو اس کی آواز میں بولو ورنہ وہ قریب نہیں آئے گی، اگر بلبل کو پھنسانا ہے تو بلبل کی آواز بولو، کبوتر کو پھنسانا ہے تو کبوتر کی آواز بولو۔ جو اللہ کی طرف بلائے وہ اللہ کے بندوں کے مزاج کو بھی پہچانے، کچھ دیر اس کے مزاج کے مطابق بات کرکے اس کو پھنسائے پھر مولیٰ کی محبت کی آگ لگائے۔ دیکھو! اس لیے میں کبھی کبھی پنجابی بولتا ہوں، ان کی خاص بولی ہے تسی کی گل ہے یعنی کیسا مزاج ہے، کیا حال ہے۔ تو میں یہ

کہتا ہوں کہ گال سے گل مت پوچھو ورنہ تم کو گِل یعنی مٹی میں جانا پڑے گا۔

دعوتِ لذتِ دوجہاں

دیکھو! اختر دونوں جہاں کی لذت کی دعوت کا رُخ پیش کرتا ہے۔لوگ کہتے ہیں کہ یہ کرو تو جنت پاؤ گے تو آدمی سوچتا ہے کہ جنت تو اُدھار ہے۔لیکن میں کہتا ہوں کہ جنت نقد ہے، اللہ تعالیٰ کے قرب کی لذت جنت سے زیادہ ہے، کیوں کہ وہ خالق جنت ہے، قدیم ہے، واجب الوجود ہے، کہاں اللہ کہاں جنت، جنت مخلوق ہے اور اللہ خالق ہے، خالق اور مخلوق برابر کیسے ہوسکتے ہیں۔اسی زمین پر اگر آپ کروڑہا میل دور مولیٰ کو حاصل کرلیں تو ان شاء اللہ کو پاکر، مولیٰ کو پاکر جنت سے زیادہ مزہ آئے گا۔لیکن اس دنیا میں اللہ کا دیدار نہیں ہے اس لیے جنت دنیا سے افضل ہے، جنت کی فضیلت اسی لیے ہے کہ وہاں مولیٰ کے دیدار کا وعدہ ہے۔

نہیں کرتے ہیں وعدہ دید کا وہ حشر سے پہلے\
دلِ بے تاب کی ضد ہے، ابھی ہوتی یہیں ہوتی

بس اللہ کی مرضی پر فدا ہو جاؤ، خدا کو ناراض کرکے حرام مزے مت لوٹو، سلوک کا حاصل یہی ہے، تزکیۂ نفس کا حاصل یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ناخوشی سے حرام خوشیوں کو اپنے قلب میں مت لاؤ، عاشقوں کے لیے یہ کیا عشق ہے، یہ تو اپنے محبوب تعالیٰ شانہٗ کو ناخوش کررہے ہو، رزق خدا کا کھارہے ہو اور ان ہی کو ناراض کرکے حرام خوشیاں اینٹھ رہے ہو، اسی لیے آج ساری دنیا غم زدہ ہے۔میں کہتا ہوں کہ واللہ! ثم واللہ! ثم واللہ! جو اللہ کو خوش رکھ کر جیے گا اللہ اس کے قلب کو ہر حالت میں خوش رکھے گا، ناممکن ہے کہ خالق خوشی دل میں ہو اور اس کے دل میں غم داخل ہو جائے۔اگر سوئٹزر لینڈ واٹر پروف گھڑیاں بنا سکتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے عاشقوں کے دل کو غم پروف کرسکتا ہے۔تسلیم و رضا کی برکت سے غموں میں بھی وہ ہر لمحہ دل سے راضی رہے گا۔

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را\
ہر زماں از غیب جانِ دیگر است

اللہ کا عاشق ہر وقت خوش رہتا ہے، بس مالک پر مرنا سیکھو؎

کوئی مرتا کوئی جیتا ہی رہا
عشق اپنا کام کرتا ہی رہا

اور میرا بہت پرانا شعر ہے؎

میری زندگی کا حاصل میری زیست کا سہارا
تیرے عاشقوں میں جینا، تیرے عاشقوں میں مرنا

لیکن ابھی تو جینے کی دعا کرو، جب مرنا ہو تو اس وقت بھی اللہ عاشقوں کا میلہ لگادے گا، لیکن اس وقت تو عاشقوں میں جینا ہو؎

کسی اہل دل کی صحبت جو ملی کسی کو اخترؔ
اسے آگیا ہے جینا اسے آگیا ہے مرنا

یہ جینا کون سا ہے؟ جو زندگی خدا پر فدا ہوتی ہے، جو بندہ اپنے مولیٰ اور اپنے مالک کی مرضی پر جیتا ہے اصل زندگی وہی ہے، باقی سب جانور بصورتِ انسان ہیں۔

بلاغتِ کلامِ خدا کی ایک مثال

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اُولٰٓئِکَ کَالۡاَنۡعَامِ جتنے کافر ہیں، نافرمان ہیں وہ جانور ہیں، بَلۡ ھُمۡ اَضَلُّ[۲] بلکہ جانوروں سے بھی بدتر ہیں۔ پہلے اللہ نے فرمایا اُولٰٓئِکَ کَالۡاَنۡعَامِ یہ جانور ہیں، پھر فرمایا بَلۡ ھُمۡ اَضَلُّ بلکہ جانوروں سے بھی بدتر ہیں۔ قرآن کے الفاظ کی ترتیب دیکھیے! اگر یہی جملہ پہلے نازل ہوجاتا کہ جانوروں سے بدتر ہیں تو مزہ نہیں آتا، جیسے کوئی کسی کو کہہ دے کہ تم اُلو کے دادا ہو تو اس جملہ میں مزہ نہیں ہے، پہلے اُلّو کا ابّا کہو پھر اُلّو کا دادا کہو، ترتیب سے کہو۔ تو یہ اللہ تعالیٰ کے کلام کی بلاغت ہے، حاکمانہ اور شاہانہ کلام کی بلاغت ہے کہ پہلے یہ فرمایا کہ یہ مثل جانور کے ہیں پھر فرمایا بَلۡ ھُمۡ اَضَلُّ عربی گرائمر میں بَلۡ ترقی کے لیے

۲؎ الاعراف:۱۷۹

آتا ہے۔ کیا مطلب؟ یعنی یہ صرف جانور نہیں ہیں بلکہ جانوروں سے بھی ترقی یافتہ ہیں، مطلب یہ کہ جیسے جانور بے وقوف ہوتا ہے تو یہ اس سے زیادہ بے وقوف ہیں کہ عقل ہوتے ہوئے بھی حرام اور خبیث لذتوں کی خاطر اپنے مالک کو ناراض کرتے ہیں۔ جو ظالم اپنے نفس دشمن کو مزہ دے اور اپنے پالنے والے کو ناراض کرے آپ خود فیصلہ کرلو کہ اس کے اندر کتنی شرم وحیا ہے، کتنی انسانیت ہے اور کتنی شرافت ہے۔ کیا یہ بندہ شریف ہے جو عورتوں کو، کسی کی بہن بیٹی یا کسی کے بیٹے کو دیکھ کر حرام لذت حاصل کرے؟ بتاؤ! یہ شرافت ہے یا شر اور آفت ہے؟

اسی لیے محدثِ عظیم ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے عجیب بات فرمائی کہ حیا اور شرم کیا چیز ہے، حیا کی حقیقت کیا ہے؟ کیسے معلوم ہو کہ یہ بندۂ شرمندہ ہے، بے حیا اور بے غیرت اور کمینہ نہیں ہے؟ تو فرماتے ہیں **فَاِنَّ حَقِیۡقَۃَ الۡحَیَاءِ اَنَّ مَوۡلَاکَ لَا یَرَاکَ حَیۡثُ نَھَاکَ**[۳] حیا کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو اپنی نافرمانی میں مبتلا نہ دیکھیں، بس یہ بندہ حیاوالا ہے اور جو بندہ گدھے کی طرح کسی عورت کو دیکھ رہا ہے، نمک حرامی کررہا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی نظر کو دیکھ رہے ہیں کہ ظالم میں نے تجھ کو آنکھیں دیں اور آنکھوں میں روشنی دی اور تو کسی کی بیٹی، کسی کی بہن، کسی کی ماں کو دیکھ رہا ہے اور لڑکوں کو، میرے اولیاء کو، مسلمانوں کو بری نظر سے دیکھ رہا ہے اور اگر اولیاء نہیں ہیں تو کم از کم حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد تو ہیں، چاہے کرسچین ہوں، یہودی ہوں مگر بابا آدم علیہ السلام کی بیٹیاں تو ہیں، بابا آدم علیہ السلام کے بیٹے تو ہیں۔ یہ بتاؤ! پیغمبر کی اولاد کو بری نظر سے دیکھنا کیسا ہے؟ آہ! یہ نقطۂ خاص میرے قلب کو اللہ نے عطا فرمایا ورنہ نفس کہتا ہے کہ چلو ہم مسلمانوں کا تو احترام کرتے ہیں مگر کافر کا مال تو مالِ غنیمت ہے، لیکن اولادِ آدم سے بھی بد فعلی کرنا جائز نہیں ہے، کسی کافر لڑکی کے ساتھ بھی زِنا کرنا یا اسے بری نظر سے دیکھنا جائز نہیں ہے، اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔ اگر حضرت آدم علیہ السلام زندہ ہوں اور آپ ان کی اولاد کو بری نظر سے دیکھیں گے تو ان کو دکھ ہوگا یا نہیں؟ تو نبیوں کا دل دُکھانا کیا اچھا کام ہے؟ اور جس کو تم للچائی ہوئی نظروں سے دیکھتے ہو

---

[۳] مرقاۃ المفاتیح: ۱/۷۵، کتاب الایمان، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

وہ تمہیں خبیث اور بدمعاش کہتا ہے، اس کام میں عزت نہیں ہے۔

ابدال کون لوگ ہیں؟

عزت اسی میں ہے کہ نظر کی حفاظت کرو، کافر کے دل میں بھی تمہاری عزت ہوگی، کافر عورت بھی سمجھے گی کہ اس کے برے اخلاق اچھے اخلاق سے کنورٹ ہوگئے یعنی تبدیل ہوگئے، ایسے لوگوں کو ابدال کہا جاتا ہے، ابدال بہت بڑا ولی اللہ ہوتا ہے جو ایک قدم اِسٹینگر کے اس جنگل میں رکھے تو دوسرا قدم ملکِ شام میں اور کعبہ شریف میں رکھ سکتا ہے۔ اللہ نے ان کی روحانیت میں جبرئیل علیہ السلام کے پر کی طاقت دی ہے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

پرِ ابدالاں چوں پرِ جبرئیل

ابدالوں کا پر مثل جبرئیل علیہ السلام کے پر کے ہوتا ہے۔ ان پر روحانیت کا اتنا غلبہ ہوتا ہے کہ ان کی روحانیت کی برکت سے لوگ بدل جاتے ہیں، ابدال کے معنیٰ ہیں بدل جانا۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ؎

کیست ابدال آں کہ او مبدل شود
خمرش از تبدیلِ یزداں خل شود

ابدال کون ہیں؟ ابدال اونچے درجے کے اولیاء اللہ ہوتے ہیں، ابدال وہ ہوتے ہیں جن کے برے اخلاق، بری عادتیں اچھی عادتوں سے تبدیل ہو جائیں۔ اس کی شراب اللہ کی رحمت سے سرکہ بن گئی ہو، شراب حرام اور سرکہ حلال ہے، تو اس کی خراب عادتوں کی شراب اور بری بری بدمستیوں کی شراب اللہ کی رحمت سے سرکہ میں بدل جائے، اخلاقِ رذیلہ اخلاقِ حمیدہ سے بدل جائیں، بری عادتیں اچھی عادتوں سے بدل جائیں۔

شیطان کو خوش کرنے میں رحمٰن کی ناخوشی ہے

جو اللہ کے قہر و غضب کے اعمال سے مست ہورہا ہے اس ظالم کو خبر نہیں کہ تم کتنے بڑے مالک کو ناراض کرتے ہو۔ میرے شیخ شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ اکثر یہ شعر پڑھتے تھے ؎

بقول دشمن پیمانِ دوست بشکستی
ببیں از کہ بریدی وبا کہ پیوستی

نفس دشمن اور شیطان دشمن کے کہنے سے اپنے مولیٰ کے قانون کو توڑ رہے ہو، ارے ظالمو! غور تو کرو کہ جس کی روٹی کھاتے ہو اسی کی نافرمانی کر رہے ہو، کس سے رشتہ توڑ رہے ہو اور کس سے جوڑ رہے ہو۔ نافرمانی کے وبال کی وجہ سے اللہ سے رشتہ توڑ کر اپنے نفس دشمن اور شیطان کی بات مانتے ہو۔ اگر اس کو کوئی کہے کہ او شیطان کہیں کا! تو یہ لڑے گا، ڈنڈا اٹھا لے گا، اگر کوئی شخص کسی عورت کو دیکھ رہا ہے اور اس کو کوئی کہہ دے او شیطان! اس عورت کو یا اس لڑکے کو کیوں دیکھتا ہے؟ تو دیکھ لیجیے ڈنڈا اٹھائے گا یا نہیں کہ ہم کو شیطان کیوں کہتے ہو؟ لیکن کام تو تم شیطانی کر رہے ہو۔

جس پہ ہوتا ہے فضل رحمانی
ترک کرتا ہے کارِ شیطانی

یہ اختر کا شعر ہے۔ جس کو گناہوں سے بچنے کی توفیق ہو جائے تو یہ اس پر اللہ کی رحمت ہے۔

سایۂ رحمتِ خدا کی علامت

اگر کوئی پوچھے کہ بھئی آپ پر آج کل اللہ کی رحمت ہے یا نہیں؟ تو اللہ کی رحمت کے سائے میں ہونے کی ایک علامت حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرماتے ہیں اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنِیْ بِتَرْکِ الْمَعَاصِیْ وَلَا تُشْقِنِیْ بِمَعْصِیَتِكَ[۴] اے اللہ! مجھ پر رحم فرمایئے تاکہ میں گناہوں کو ترک کر دوں، گناہوں کی وجہ سے مجھے بدنصیب ہونے سے بچایئے۔ تو معلوم ہوا کہ جو گناہ سے بچتا ہے وہ اللہ کی رحمت کے سائے میں ہے، یہ علامت دیکھ لیں، آج کل یہ رحمت نہیں ہے کہ حرام آمدنی سے بلڈنگ بنا کر ھٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ[۵] لکھ دیا، رشوت سود کی حرام آمدنی سے ھٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ لکھا جا رہا ہے۔ کیا یہ رب کا فضل ہے؟ جس پر اللہ

---

[۴] سنن الترمذی:۲/۱۹۷(۳۵۷۰)، باب فی دعاء الحفظ

[۵] النمل:۴۰

اپنی رحمت کا سایہ فرماتے ہیں اس کو اپنی دوستی کے اعمال بھی دیتے ہیں، اسے بد نظری اور عشق مجازی کی تباہ کاریوں سے بچنے کی توفیق بھی دیتے ہیں، اسے غیرت و حیا بھی دیتے ہیں۔ بتائیے! کیا آپ اپنے دوستوں کا بے حیا ہونا پسند کریں گے؟ تو اللہ اپنے اولیاء کو کیسے بے حیا بنائے گا؟ بتائیے! آپ اپنے دوستوں کا بے غیرت، کمینہ اور بے حیا ہونا برداشت کریں گے؟ تو اللہ جس کو اپنا ولی بناتا ہے اس کو حیا بھی عطا فرماتا ہے اور بے حیائی کے کاموں سے اس کی حفاظت بھی فرماتا ہے۔

اصلی شکر گزار بندے کون ہیں؟

لوگوں نے تو اللہ کے نام پر جانیں دے دیں۔ انڈیا میں ہندوؤں نے کانپور کی مسجد گرانے کی کوشش کی تو کانپور کے تمام چھوٹے چھوٹے دس بارہ سال کے مسلمان بچے ہندوؤں کو مارنے کے لیے آگے بڑھے اور شہید ہوگئے۔ علامہ شبلی اور علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس وقت بمبئی میں تھے، انہوں نے آکر دیکھا کہ دس بارہ سال کے بچوں کے لاشے پڑے ہیں تو فوراً کہا کہ مسلمانوں کے بچوں میں بھی اللہ کے نام پر جان دینے کا جذبہ ہوتا ہے اور جان دے کر وہ بزبانِ حال یہ شعر پڑھتے ہیں۔

جو تجھ بن نہ جینے کو کہتے تھے ہم
سو اس عہد کو ہم وفا کر چلے

یعنی آج ہم اپنی جان کو اللہ پر فدا کر رہے ہیں۔ اللہ پر جان فدا کرنا یہی تو حق ہے، مگر میں کہتا ہوں کہ جب تک جہاد میں جان نہ دو کم سے کم اپنی بری خواہشوں کو تو اللہ کے لیے فدا کردو، اپنی حرام خواہشوں کا تو خون کردو، گردن کٹانے سے پہلے یہ کام تو کرلو، جو اختیار میں ہے وہ کام تو کرلو، کیوں ہر وقت بری خواہش اور نفس کے پیچھے غلام کتے کی طرح دُم ہلاتے ہو؟ کیوں اللہ کی روٹی کھاتے ہو؟ اس کا رزق کھانا کیوں نہیں بند کردیتے؟ جو شخص نظر کی حفاظت نہ کرے اس کو چاہیے کہ اللہ کا رزق کھانا اپنے اوپر حرام کرلے، کیوں اس اللہ کا رزق کھاتے ہو جس کی روٹی کھا کر خون بنا اور خون سے آنکھ میں روشنی آئی، اس روشنی کو غلط کیوں استعمال کرتے ہو؟ تمہارا یہ کھانا غیر شریفانہ کھانا ہے، یہ شخص کمینہ پن سے کھا رہا ہے، وہ لاکھ پاپڑ سموسے کھا کر

کہے کہ اللہ تیرا شکر ہے تو ایک سنت تو ادا ہوئی مگر اصلی شکر یہ ہے کہ جس کا کھاؤ اس کو ناراض مت کرو، تقویٰ کے بغیر یہ شخص اصلی شکر گزار نہیں ہے۔ قرآنِ پاک سے اس کی دلیل بھی پیش کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَلَقَدۡ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُوۡنَ ﴿۱۲۳﴾[۶]

اے صحابہ! بدر کی جنگ میں تم تھوڑے سے تھے، کمزور تھے اور دشمن بہت زیادہ تھے لیکن ہم نے تم کو جِتا دیا، مدد پہنچادی، فرشتے آگئے تو آج کی تاریخ سے تم ہم کو ناراض نہ کرنا، تقویٰ اختیار کرنا تاکہ تم شکر گزار ہو جاؤ۔ اس آیت سے پتا چلا کہ اصلی شکر کرنے والا وہ ہے جو اللہ کو ناراض نہیں کرتا۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ بتایئے! گناہ سے حرام مزے لے کر اپنے پالنے والے کو ناراض کرنا شرافت ہے یا کمینہ پن؟

حلاوتِ بصارت کے بدلے حلاوتِ ایمانی کا حصول

اب اگر کوئی کہے کہ نظر بچانے سے بہت تکلیف ہوتی ہے۔ تو خدا کی راہ میں نظر بچانے سے جو تکلیف پہنچے گی تو اللہ کا وعدہ ہے کہ جو نظر بچائے گا ہم اس کو آنکھ کی مٹھاس کے بدلے میں دل کی مٹھاس دیں گے۔ آپ نے یہی تو کیا کہ آنکھ کو حرام مزہ نہیں لینے دیا تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس بندے نے آنکھ کی مٹھاس مجھ پر فدا کی، میں اس کو دل کی مٹھاس دوں گا، حلاوتِ ایمانی دوں گا، اَبۡدَلۡتُهٗ اِيۡمَانًا يَجِدُ حَلَاوَتَهٗ فِيۡ قَلۡبِهٖ،[۷] میں اس کو ایسا ایمان دوں گا کہ وہ اس کی مٹھاس اپنے دل میں پا جائے گا۔

علامہ ابن قیم جوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی کیا شان ہے! آنکھ کی مٹھاس لے کر دل کی مٹھاس دے دی، حلاوتِ بصارت لے کر حلاوت بصیرت دے دی،[۸] بصیرت کہتے ہیں قلب کی بصارت کو۔ بتاؤ! دل افضل ہے یا آنکھیں افضل ہیں؟ ایک شخص گلستان میں بیٹھا پھول دیکھ رہا ہے مگر اس کے دل میں جوان بیٹے کا جنازہ ہے تو کیا دل کے غم کی

---

۶ اٰل عمرٰن: ۱۲۳

۷ کنزالعمال: ۳۲۸/۵، (۱۳۰۶۸)، الفرع فی مقدمات الزنا---الخ، مؤسسة الرسالة-المستدرك للحاكم: ۳۴۹/۴ (۷۸۷۵)

۸ الجواب الکافی لابن القیم الجوزی: ۱۶۴، فصل فی مداخل المعاصی

وجہ سے آنکھوں کے مزے کام آسکتے ہیں؟ ؎

دل گلستاں تھا تو ہر شے سے ٹپکتی تھی بہار
دل بیاباں ہو گیا عالم بیاباں ہو گیا

تلخیِ حیات کا سبب نافرمانیِ خدا ہے

اللہ کی نگاہ میں یہ طاقت ہے کہ جس کے دل کو پیار سے دیکھ لے وہ چٹائیوں پر بادشاہت کے مزے پائے گا اور جس سے اللہ تعالیٰ نظر پھیر لے وہ جہاں بھی جائے گا غم زدہ رہے گا چاہے شہر میں ہو، جنگل میں ہو، ہوائی جہاز میں ہو یا کہیں بھی ہو ہمیشہ مصیبت میں رہے گا کیوں کہ دنیاوی حکومت کی نافرمانی کرکے آدمی دوسرے ملک میں سیاسی پناہ لے لیتا ہے، ایک ملک کا مجرم، قانون توڑنے والا، قاتل، ڈاکو دوسرے ملک میں جاکر پناہ لے سکتا ہے یا نہیں؟ لیکن اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرکے وہ پورے عالم میں کہیں پناہ نہیں پاسکتا کیوں کہ جہاں جائے گا زمین اللہ کی ہے، جہاں جائے گا آسمان اللہ کا ہے، جہاں جائے گا اللہ تعالیٰ کی قدرت کے سائے میں رہے گا، جہاں جائے گا گردے میں پتھری، کینسر اور ہارٹ اٹیک ہوسکتا ہے، اللہ تعالیٰ ہزاروں عذاب دے سکتا ہے۔ جس وقت انسان کی نافرمانی اور گناہ کی ابتدا اور زیرو پوائنٹ شروع ہوتا ہے اسی وقت سے اس کے قلب پر گناہ کا عذاب شروع ہوجاتا ہے، نافرمانی کا زیرو پوائنٹ اللہ کے عذاب کا زیرو پوائنٹ ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَمَنۡ اَعۡرَضَ عَنۡ ذِكۡرِىۡ جو میری نافرمانی کرتا ہے، فَاِنَّ لَهٗ مَعِيۡشَةً ضَنۡكًا[۹] ہم اس کی زندگی کو خراب، تلخ اور کڑوی کردیں گے۔ یہاں فا تعقیبیہ ہے۔ آہ! جس کی زندگی خدا کڑوی کردے وہ ظالم حرام لذتوں سے اپنے دل کو کیا مٹھاس دے پائے گا، اس کی زندگی جانوروں جیسی ہوتی ہے۔ آپ ذرا ان نظر بازی کرنے والوں کی شکلوں کو دیکھیں، کبھی اِدھر دیکھ رہے ہیں کبھی اُدھر دیکھ رہے ہیں، دل میں چین نہیں ہے، ان پر اللہ کی لعنت برس رہی ہے۔ یہاں علماء بیٹھے ہیں، علماء کے موجودگی میں دلیل پیش کررہا

۹؎ طٰہٰ:۱۲۴

ہوں، مشکوٰۃ شریف کی روایت ہے **لَعَنَ اللّٰہُ النَّاظِرَ وَ الْمَنْظُوْرَ اِلَیْہِ**[۱۰] اللہ لعنت کرے اس شخص پر جو اپنی نظر نہیں بچاتا۔ اور بخاری شریف کی حدیث ہے **زِنَا الْعَیْنِ النَّظَرُ**[۱۱] نظر بازی آنکھوں کا زِنا ہے۔ اے آنکھوں سے زنا کرنے والو! ہوشیار ہو جاؤ، تم ولی اللہ بننے کا خواب دیکھ رہے ہو، اللہ کا دوست بننے کا خواب دیکھ رہے ہو اور اللہ کے بندوں کو بری نظر سے دیکھ رہے ہو۔ اگر کوئی کسی کی بیٹی یا بیٹے کو بری نظر سے دیکھے تو اس کا ابّا ایسے شخص کو اپنا پیارا دوست بنائے گا؟ جو ربّا کے بندوں سے بد نظری کرتا ہے وہ ربّا کا پیارا بننے کی توقع کر سکتا ہے؟ شرم نہیں آتی کہ خدا دیکھ رہا ہے۔

مضمونِ غضِ بصر کی اہمیت

اگر کوئی یہ کہے کہ آپ اسی مضمون کو زیادہ کیوں بیان کرتے ہیں؟ تو میں آپ سے ایک سوال کرتا ہوں کہ یہ قرآن پاک کا حکم ہے یا نہیں کہ **یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِھِمْ**[۱۲] اور بخاری شریف کی حدیث ہے **زِنَا الْعَیْنِ النَّظَرُ** تو میں اگر قرآن پاک اور بخاری شریف کے کسی سبجیکٹ (subject) کو سارے عالم میں بیان کروں تو اس میں میرا کیا قصور ہے؟ میں اللہ کے کلام اور اللہ کے قانون کو نشر کر رہا ہوں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو نشر کر رہا ہوں۔ کیا اختر سے اللہ خوش نہیں ہو گا کہ میرے اس قانون کو سارے عالم میں پھیلا رہا ہے؟

اگر کہیں کالرا (cholera) یعنی ہیضہ پھیلا ہو تو کیا میں زُکام کی دوا دوں گا کہ آپ کو چھینک کیوں آرہی ہے؟ آج کل ہر جگہ بد نظری کا کالرا پھیلا ہوا ہے اور لوگ کہتے ہیں کہ کوئی اور مضمون نہیں ہے۔ اگر کسی بستی میں کالرا پھیلا ہوا ہے اور لوگ دھڑا دھڑ مر رہے ہیں تو کوئی حکیم زُکام کی دوا دے گا کہ تمہارے لیے جوشاندہ لایا ہوں، اے کالرا سے مرنے والے! اسے جلدی سے پیو۔ تو مریض کیا کہے گا کہ ہمیں کالرا کی دوا پلاؤ ورنہ ہم تو مر جائیں گے۔

اس وقت آنکھوں کے ذریعے اُمت کے قلب میں اس قدر گندگیاں آرہی ہیں کہ

---

۱۰ مشکوٰۃ المصابیح: ۲۷۰/۱، باب النظر الی المخطوبۃ وبیان العورات، المکتبۃ القدیمیۃ

۱۱ صحیح البخاری: ۹۲۲/۲، ۹۲۳ (۶۲۲۵)، باب زنا الجوارح دون الفرج، المکتبۃ المظہریۃ

۱۲ النور: ۳۰

ان کے دلوں سے اللہ کا تصور ہی غائب ہو رہا ہے۔ جو لندن ایئرپورٹ پر اترنے کے بعد انگریز عورتوں کی ننگی ننگی ٹانگیں دیکھے گا کیا اس کو مولیٰ یاد رہے گا؟ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ فرض، واجب اور سنتِ مؤکدہ ادا کرلو چاہے زیادہ نفلی عبادات نہ کرو، بس یہی ایک کام کرلو کہ ایک نظر خراب نہ کرو، دل میں ہر وقت نظر بچانے کا غم اٹھاؤ، کیا اللہ کے راستے میں اتنا بڑا غم اٹھانے والا اللہ کا ولی نہیں ہوگا؟ کیا اللہ کو اپنے اس بندے پر رحم نہیں آئے گا؟ میں تو قرآنِ پاک کے اس حکم کو بیان کررہاہوں کہ ہر نامحرم سے اور اَمرد لڑکوں سے نظر کی حفاظت کرو، لیکن جو قرآنِ پاک کے اس حکم کو بیان نہیں کررہا کیا آپ اس سے پوچھنے جاتے ہو کہ آپ اس حکم کو کیوں نہیں بیان کرتے؟ پھر مجھ سے کیوں پوچھتے ہو کہ آپ یہ کیوں بیان کرتے ہیں؟ ان سے بھی ذرا پوچھو کہ قرآنِ پاک کا یہ حکم ہے یا نہیں؟ قرآنِ پاک میں یہ آیت ہے یا نہیں؟ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ [۱۳] اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) ایمان والوں سے فرمادیجیے کہ اپنی نظر کو بچائیں۔ بولو! یہ قرآنِ پاک کی آیت ہے یا نہیں؟ عجیب معاملہ ہے کہ جو اللہ کا ایک حکم بیان کررہاہے اس سے پوچھتے ہو آپ اس کو کیوں بیان کررہے ہیں اور جو یہ حکم بیان نہیں کرتے ان سے کیوں نہیں پوچھتے کہ آپ یہ مضمون کیوں نہیں بیان کرتے؟ آج سارے عالم میں بدنظری کی بیماری کالرا کی طرح پھیلی ہوئی ہے، ایئرپورٹ پر، ہوائی جہاز میں سب سے پہلے ایئرہوسٹس آتی ہے، جب ایئرہوسٹس آئے تو فوراً نظر نیچی کرلو، بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ ٹس سے مس نہیں ہوتے، اسے بیٹھے ہوئے دیکھ رہے ہیں، بڈھا ہے تو بیٹی بیٹی کرتا ہے اور کم عمر ہے تو آپا آپا کہتا ہے اور وہ رکھتے ہی کم عمر لڑکیاں ہیں۔

ولی اللہ بننے کا طریقہ

میرے جو دوست احباب چاہیں کہ میں ولی اللہ بن جاؤں تو آنکھوں کے زِنا یعنی نظر بازی سے بچو، اپنی آنکھوں کی مٹھاس کو اللہ پر فدا کرو اور نظر بچانے کا غم اُٹھالو۔ میں ایک سوال کرتا ہوں کہ کیا اللہ ارحم الراحمین نہیں ہیں؟ یہاں چاروں طرف بے پردہ کرسچین

---

[۱۳] النور:۳۰

لڑکیاں پھیلی ہوئی ہیں اور ہم آپ ہر وقت ان سے نظر بچانے کا غم اٹھائیں گے تو کیا خدا کو آپ کے دل پر رحم نہیں آئے گا؟ آپ کے دل کو اللہ اپنا گھر نہیں بنائے گا؟ آپ کے دل کو اللہ تعالیٰ اپنا پیار اور محبت نہیں دے گا؟ اللہ تعالیٰ آپ کے قلب کو اپنی دوستی کے لیے منتخب نہیں کرے گا؟ اگر کسی کا بیٹا اپنے باپ کو راضی اور خوش کرتا ہے اور اس کی خوشی کے لیے اپنی خوشیوں کا خون کرتا ہے چاہے دوسرے بھائی لاکھ کہتے رہیں کہ ابّا دیکھ تھوڑی رہے ہیں، مزہ لوٹ لو لیکن وہ کہتا ہے کہ نہیں ابّا نے منع کیا ہے کہ کسی کی بیٹی کو مت دیکھنا۔ جب ابّا کو معلوم ہوگا کہ میرا بیٹا ہر وقت غم اٹھارہا ہے مگر مجھے خوش رکھتا ہے تو ابّا کیا دے گا؟ ابّا اس بیٹے کو ایسی ایسی بلڈ نگیں دے گا جو دوسرے نافرمانوں کو نہیں دے گا۔ ابّا کی محبت سے آپ ربّا کی محبت اور رحمت سمجھ جائیں۔

یہ میرا استّر سال کا نچوڑ ہے کہ نظر بچانے سے آسانی سے ولی اللہ ہو جاؤ گے۔ آپ تمام خانقاہوں میں جاکر دیکھو، وہاں بڑے بڑے وظیفے ملیں گے، یہ کام کرو، وہ کام کرو جبکہ میں کہتا ہوں کہ کوئی کام نہ کرو، فرض، واجب اور سنتِ مؤکدہ ادا کرلو، صرف ایک کام کرو کہ کوئی کام نہ کرو یعنی جس کام سے مالک ناخوش ہو اس کام کو نہ کرو، اس غم میں آپ کو خدا نہ ملے تو کہنا کہ اختر اس جنگل میں کیا کہہ رہا تھا۔

نظر بچانے پر حلاوتِ ایمانی کا وعدہ ہے۔ حدیث قدسی میں ہے اَبْدَلْتُہٗ اِیْمَانًا میں اس بندے کو ایمان دوں گا یَجِدُ حَلَاوَتَہٗ فِیْ قَلْبِہٖ وہ اپنے دل میں حلاوتِ ایمانی یعنی ایمان کی مٹھاس پاجائے گا وَجَدَ یَجِدُ وِجْدَانٌ وجود آئے گا، پائے گا، محسوس کرے گا، یہ تصوراتی دنیا نہیں ہے، ایسا نہیں ہے کہ آپ حلاوتِ ایمانی پاجائیں اور آپ کو پتا بھی نہیں چلے، یہ تصورات نہیں ہیں تصدیقات ہیں، یقینات ہیں۔ اس لیے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنا عمدہ لفظ استعمال فرمایا کہ یَجِدُ وہ واجد ہوگا، حلاوتِ ایمانی اس کے دل میں موجود ہوگی۔ بتاؤ! وَجَدَ یَجِدُ کا فاعل وَاجِدٌ ہے یا نہیں؟ اور فعل موجود ہے یعنی حلاوتِ ایمانی۔ تو ایک ایک نظر بچانے پر حلاوتِ ایمانی ملے گی۔

جب حلاوتِ ایمانی ملے گی تو پانچ نعمتیں اس کے ساتھ خود بخود آجائیں گی، بڑی کتابوں میں دیکھ لو، مشکوٰۃ شریف کی شرح مرقاۃ میں ہے کہ جس کو نظر بچانے پر حلاوتِ ایمانی

مل گئی اس کو ایک دولت تو یہ ملے گی کہ اس کا خاتمہ ایمان پر ہو گا۔ ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقاۃ میں فرماتے ہیں:

وَقَدْ وَرَدَ اَنَّ حَلَاوَةَ الْاِیْمَانِ اِذَا دَخَلَتْ قَلْبًا لَا تَخْرُجُ مِنْهُ اَبَدًا فَفِیْهِ اِشَارَةٌ اِلٰی بَشَارَةِ حُسْنِ الْخَاتِمَةِ[۱۴]

اللہ جس کو ایمان کی مٹھاس دے گا پھر کبھی واپس نہیں لے گا۔ یہ شاہی عطیہ ہے، بادشاہ کو اپنا عطیہ واپس لیتے ہوئے شرم آتی ہے۔ اور اس میں یہ بشارت ہے کہ جس کو ایمان کی یہ مٹھاس ملے گی اس کا خاتمہ ایمان پر ہو گا ان شاء اللہ۔

تخلیقِ انسانیت کی بنیاد محبتِ الٰہیہ کی شرط پر ہے

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں کہ ماں کے پیٹ میں بچہ ماں کے حیض سے بنتا ہے اور باپ کی منی اس کی بنیاد ہوتی ہے، ماں کو نو مہینہ حیض نہیں آتا، اسی حیض سے بچہ بنتا ہے، ماں کے حیض سے جو اعضا بنتے ہیں، پھیپھڑے بن رہے ہیں، دل بن رہا ہے، آنکھیں بن رہی ہیں مگر وہ حیض منہ سے جسم میں نہیں جاتا، اللہ تعالیٰ بچے کے جسم میں ایک الگ پائپ لائن ڈالتے ہیں، اس کو آنول نال کہتے ہیں، جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو وہ نال کاٹ دی جاتی ہے، اللہ نے یہ نال اس لیے بنائی ہے کہ وہ گندہ خون بچے کے منہ سے نہ گزرے کیوں کہ ایک دن میرا بندہ اسی منہ سے اللہ کہے گا، میرا نام لے گا۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب یہ رگ کٹتی ہے تو بچے کو حیات ملتی ہے یعنی بچہ پیدا ہو گیا لہٰذا اب وہ رگ کاٹی جا رہی ہے، اب بچہ عالمِ غیب سے عالمِ شہادت میں آرہا ہے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

نافِ ما بر مہر خود ببریدہ ام
عشق خود در جانِ ما کاریدہ ام

اللہ نے ہماری جو ناف کاٹی ہے وہ اپنے عشق و محبت کے وعدے پر کاٹی ہے کہ اب دنیا میں جارہے ہو تو وہاں ہمارے بن کر رہنا۔ اپنی محبت کے وعدے پر ہماری ناف کاٹی جارہی ہے اور

---

[۱۴] مرقاۃ المفاتیح: ۱/۴۷، کتاب الایمان، المکتبۃ الامدادیۃ، ملتان

ہمیں حیات مل رہی ہے، اللہ نے اپنی محبت کو ہماری جان میں بو دیا ہے۔ آپ کھیتی کرو، ساری زندگی نیک عمل کرو، آپ بیج وہیں سے لے کر آئے ہو۔ خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

دل ازل سے تھا کوئی آج کا شیدائی ہے
تھی جو اک چوٹ پرانی وہ اُبھر آئی ہے

یعنی اللہ نے اپنی محبت کی چوٹ لگا کر ہمیں دنیا میں بھیجا ہے۔ پہلوان جب چوٹ کھاتا ہے، درخت سے گرتا ہے یا کُشتی میں مار کھاتا ہے تو اسے ہر وقت اس چوٹ کا احساس نہیں ہوتا لیکن جب پورب کی ہوا چلتی ہے جسے پُروا ہوا کہتے ہیں تب کہتا ہے کہ آج بہت درد ہو رہا ہے، بچپن میں درخت سے گرے تھے یا دوسرے پہلوان نے جو گھونسا مارا تھا آج پورب کی ہوا نے اس درد کو اُبھار دیا ہے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دنیاوی درد پورب کی ہوا سے اُبھرتا ہے اور اللہ کی محبت کا درد اللہ والوں کی محبت سے اُبھرتا ہے۔ ذرا اللہ والوں کے پاس رہو پھر دیکھو اللہ تعالیٰ کی محبت کا درد کیسے اُبھرتا ہے۔ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا کتنا پیارا شعر ہے۔

دل ازل سے تھا کوئی آج کا شیدائی ہے
تھی جو اک چوٹ پرانی وہ اُبھر آئی ہے

صحبتِ اولیاء کی اہمیت

بس دوستو! کیا کہوں کہ اللہ والوں کی صحبت سے کیا ملتا ہے۔ یہ بتاؤ کہ اللہ قیمتی ہے یا نہیں؟ اُس سے بڑھ کر دونوں جہاں میں کوئی چیز قیمتی ہے؟ جب اللہ سب سے قیمتی ہے تو اس کا راستہ کتنا قیمتی ہو گا۔ کیا اس سے بڑھ کر دونوں جہاں کی کوئی چیز قیمتی ہو سکتی ہے؟ جب اللہ سب سے قیمتی ہے تو اس کا راستہ کیسا قیمتی ہو گا، جب راستہ قیمتی ہے تو اس راستے کا دِکھانے والا کتنا قیمتی ہو گا جس کو پیر و مرشد کہتے ہیں، اس کی قدر بھی کم لوگ جانتے ہیں۔

میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک گاؤں میں کسی نے

پوچھا کہ یہاں ہلدی کا کیا بھاؤ ہے؟ ایک ستر اسی سال کے بوڑھے نے کہا کہ میاں ہلدی کا کوئی بھاؤ نہیں ہوتا، جتنا چوٹ میں درد ہوتا ہے اس کا بھاؤ اتنا ہی بڑھ جاتا ہے۔ میرے شیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جس کو اللہ تعالیٰ کی پیاس ہو، اللہ کی طلب ہو، اللہ کی محبت میں بے چین ہو اس سے پوچھو کہ جب کوئی رہبر، رہنما اور پیر مل جاتا ہے تو اسے کتنی خوشی ہوتی ہے۔ تو اس قیمتی راستے پر چلنے والا کتنا قیمتی ہوگا۔

خدا کے راستے کے غم کی قیمت

ایک بات اور بتاتا ہوں کہ اللہ کو خوش کرنے کے راستے میں اگر آپ نے نظر بچا کر تھوڑا سا غم اٹھایا تو بتاؤ یہ غم اللہ کے راستے کا ہے یا دنیا کے راستے کا ہے؟ جب اللہ کا راستہ قیمتی ہے تو اس کے راستے کا غم قیمتی ہوگا یا نہیں؟

اختر یہ کہتا ہے کہ خدا کے راستے میں نظر بچالینے کا غم سارے غموں سے اتنا قیمتی ہے کہ سارے عالم کی خوشیوں کو ترازو کے ایک پلڑے میں رکھ دیں اور اللہ کے راستے کا ایک ذرّہ غم دوسرے پلڑے میں رکھ دیں تو سارے عالم کی خوشیاں اگر اس غم کو سلامی پیش کریں تو اس غم کا حق ادا نہیں ہوسکتا کیوں کہ یہ اللہ کے راستے کا غم ہے، یہ غم خوش نصیبوں کو ملتا ہے، قسمت والوں کو ملتا ہے، جن کے نصیبے اچھے ہوتے ہیں ان کو ملتا ہے۔ وہ اللہ کے راستے کا غم اُٹھا کر شکریہ ادا کرتے ہیں کہ اے اللہ! یہ زخم حسرت آپ کا احسان و کرم ہے، میری سعادت اور میری قسمت ہے، کافر کو یہ غم کہاں نصیب۔

نہ شود نصیبِ دُشمناں کہ شود ہلاک تیغت
سر دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی

کافروں کا یہ نصیب نہ ہو کہ وہ آپ کے خنجر کا نشانہ بنیں، ہم دوستوں کا سر سلامت رہے کہ آپ پر فدا ہوتا رہے۔ مان لیجیے کہ اللہ کے راستے میں دل پر تھوڑا سا غم آیا کہ کاش اسلام میں اجازت ہوتی کہ اس پیاری من موہنی شکل کو دیکھ لیتے۔ من موہنی پر یاد آیا کہ ایک صاحب نے کہا کہ میں نے پھول سے چہرے کی تمنا کی تھی۔ میں نے کہا کہ پھول کے مرجھانے سے اب وہ تمنا نہیں ہے۔ ایک شاعر نے کہا تھا جو میرا ہی شاگرد ہے کہ

میں نے ایک پھول سے چہرے کی تمنا کی تھی

میں نے اس پر یہ مصرع لگایا ؂

اب تمنا نہیں اس پھول کے مرجھانے سے

کیا مرنے والوں پر مرتے ہو۔ ایک ہمارا مولیٰ ہی ایسا پھول ہے جو کبھی نہیں مرجھائے گا، دنیا میں بھی تر و تازہ، آخرت میں بھی تر و تازہ اور جنت میں بھی تر و تازہ۔ بس اسی پیارے مولیٰ سے دل لگاؤ۔ جگر مراد آبادی کے استاد خواجہ اصغر گونڈوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم کو اللہ کیسے ملا؟ یہ دردِ دل کیسے ملا؟ ؂

ہم نے لیا ہے داغِ دل کھو کے بہارِ زندگی
ایک گل تر کے واسطے میں نے چمن لٹا دیا

ایک تر و تازہ پھول یعنی اللہ کے لیے میں نے سارے مرجھانے والے پھولوں کو خیر باد کہہ دیا۔

فنائے حسن فانی

لہٰذا لومڑیت سے توبہ کرو، اللہ کا عاشق شیر ہوتا ہے۔ جس کے دل میں خالق شیر ہوگا وہ لومڑی کیسے ہوگا؟ ابھی عقل سے مان لو، فی الحال اعتقاد تو صحیح کرلو، آج سے جان کی بازی لگانے کا ارادہ کرلو، سب لوگ ارادہ کرلو چاہے فرض، واجب اور سنت مؤکدہ کے علاوہ کبھی کوئی نفل نہ پڑھو لیکن اللہ کے لیے ایک سانس بھی اللہ کو ناراض نہ کرو، نظر بچاؤ، غم اُٹھاؤ، پھر دیکھو کہ آپ ایسے ولی اللہ بنیں گے کہ ہاتھ میں تسبیح بھی نہیں ہوگی، ایسے ولی اللہ بنو گے کہ سارے عالم کو تمہارا کوئی نفل بھی نظر نہیں آئے گا، لیکن اپنے دل پر ہر وقت جو غم اٹھا رہے ہو اللہ اس کو دیکھتا ہے کہ میرے بندے کے سینے میں خون کا دریا بہہ رہا ہے۔ ایک آرزو نہیں، ایک تمنا نہیں، لاکھوں تمناؤں کا ہر وقت خون کرتا رہتا ہے، اس کے دل کے مشرقی افق پر بھی خون ہے، مغربی افق پر بھی خون ہے، شمالی اور جنوبی افق پر بھی خون ہے، اُتّر، دکھن، پورب، پچھم دل کے سارے اُفق خونِ تمنا سے لال کیے ہوئے ہے تو پھر کیوں نہ اس کو اپنی نسبت کے، تعلق مع اللہ کے بے شمار آفتاب دے دوں۔ دنیا والوں کو اور کافروں کو صرف ایک سورج

دوں گا، مگر میرا بندہ جس نے خونِ تمنا پیتے پیتے سارا دل لال کر دیا اس کو اتنے آفتاب دوں گا کہ اس کے دل کا کوئی افق آفتاب سے خالی نہ رہے گا، پھر دیکھو اس کی مستیاں۔ ان لیلاؤں کی مستیوں کا کچھ بھروسہ نہیں، آج تو مستیاں ہیں اور کل ستّر اسّی سال کی عمر میں گال پچک گئے، دانت باہر آگئے، دانتوں میں پائیریا ہو گیا، منہ سے بدبو آرہی ہے، بتیسی باہر نکال کر ٹوتھ پیسٹ کررہی ہے، ان کی کالی زُلفیں سفید ہو گئیں، کالی چوٹیاں بڈھے گدھے کی دُم بن گئیں اور آخر میں کیا ہوتا ہے کمر ٹیڑھی ہو گئی ؎

کمر جھک کے مثل کمانی ہوئی
کوئی نانا ہوا کوئی نانی ہوئی

اس سے پوچھتے ہو کہ نانا ابا! آپ کا اسم گرامی، وہ بھی کہتا ہے کہ پہلے مجھے کس قدر بری نظر سے دیکھتا تھا، جماعت کی نمازیں نہیں پڑھتا تھا اور میرے تخیل سے ناپاک رہتا تھا، تو نے میری وجہ سے مولیٰ کو چھوڑا، تو بہت کمینہ ہے، بے غیرت ہے۔ اب اسے گالیاں ملتی ہیں۔ عاشقوں کو ان معشوقوں کی گالیاں ملتی ہیں، اور اللہ کے عاشقوں کو ہر طرف سے دعائیں ملتی ہیں۔ میں اپنی ستّر سالہ زندگی کا آپ کو نچوڑ اور جوس پلا رہا ہوں کہ بس ایک کام کرلو کہ وہ کام نہ کرو جس کام سے اللہ ناخوش ہو، ہمت کرکے وہ کام چھوڑ دو، لیلاؤں کے لیے تو بڑے بڑے غم اٹھائے ہیں، اب اللہ کے لیے بھی غم اٹھانے کی عادت ڈال لو۔ میرے احباب میں ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو دنیاوی معشوقوں کے لیے راتوں کو جاگے ہیں، تارے گنے ہیں، اختر شماری کی ہے، آہ وزاری کی ہے، بے قراری کی ہے، ان سے کہتا ہوں کہ اللہ کے نام پر بھی تو کچھ غم اُٹھاؤ ورنہ قیامت کے دن اگر اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ تم نے دل پر کس کے لیے غم اُٹھایا؟ لونڈوں کے لیے یا لونڈیوں کے لیے؟ تب کیا کہو گے؟ اور جب اللہ پوچھے گا کہ میرے لیے کتنا غم اُٹھایا؟ تب پتا چلے گا۔ جب اللہ کہے گا کہ آنکھیں میں نے دیں، دل میں نے بنایا اور ظالم تو اس دل کو کس کو دیتا تھا؟

اب دعا کرو کہ اے خدا! ہم ایک لمحہ بھی آپ کو ناراض نہ کریں، آپ پر جان فدا کردیں مگر آپ کے غضب اور قہر کو اپنے اوپر حلال نہ کریں۔ آہ! اے میرے پالنے والے! آپ کا ہم سب پر بڑا حق ہے، اے ہمارے پیدا کرنے والے! آپ کا ہم سب پر بہت بڑا حق

ہے، اے ہماری آنکھوں کو روشنی دینے والے! آپ کا ہم سب پر بہت زیادہ حق ہے، بس آپ اپنی رحمت سے ہمارے قلب کو ایسا جذب فرمالیں، اس طرح قبول فرمالیں کہ ہم سے ایک لمحہ بھی کوئی نامعقول حرکت صادر نہ ہو اور اگر کبھی خطا ہو جائے تو رو رو کر معافی مانگنے کی توفیق دے دیں، اتنا رونا نصیب فرمائیں کہ آپ کے فرشتوں پر بھی لرزہ طاری ہو جائے کہ زمین پر یہ کون سی مخلوق ہے جو خطاؤں کے بعد اتنا رو رہی ہے۔

اے اللہ! ہماری اندرونی جنگ جو نفس اور شیطان سے ہے، جو لوگ نفس کے کہنے سے نظریں خراب کررہے ہیں، کالی اور گوری کے ڈیزائن دیکھتے ہیں، اے خدا! ان کو رام نرائن بننے سے بچا۔ بد نظری معمولی جرم نہیں ہے، اس لعنتی فعل سے اللہ ہم سب کی حفاظت فرما اور ہمارے دل کو بھی اور جسم کو بھی سراپا اپنا بنالے، ہم سب کو جذب کرکے حیاتِ تقویٰ اوراپنے دوستوں کی زندگی عطا فرما۔ اللہ! ہمارے بال سفید ہوگئے اور ہمیں ابھی تک گناہ چھوڑنے کی توفیق نہیں ہوئی، ایسا نہ ہو کہ اسی حالت میں موت آجائے، اے خدا! ہم سب کو مرنے سے پہلے اپنا بنالے، جذب فرمالے۔

اللہ! اختر مسافر ہے اور تیرے نبی نے بشارت دی ہے کہ مسافر کی دعا رد نہیں ہوتی۔ اللہ! میرے حق میں بھی میری دعا قبول فرما، میرے بچوں کے حق میں، میرے دوستوں کے حق میں، جو حاضر ہیں اور جو غائب ہیں، موجود نہیں ہیں، سارے عالم کے احباب کے لیے اور سارے عالم کی امت مسلمہ کے حق میں اس دعا کو قبول فرما کہ ہم سب کو صاحبِ نسبتِ اولیائے صدیقین بنادے اور تمام کافروں کو اہل ایمان بنادے اور اختر کو اور جملہ اہل ایمان کو عافیتِ دارین نصیب فرمادے، چیونٹیوں پر رحم فرمادے بلوں میں، مچھلیوں پر رحم فرمادے دریاؤں میں، پرندوں پر رحم فرمادے فضاؤں میں، یااللہ! ساری مخلوق پر رحمت نازل کردے، آمین۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ
مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ
لَا تَجْعَلْنِيْ بِدُعَائِكَ رَبِّيْ شَقِيًّا

www.khanqah.org

اصلاح کا آسان نسخہ

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

دو رکعت نفل نماز توبہ کی نیت سے پڑھ کر یہ دعا مانگو:

”اے اللہ! میں آپ کا سخت نافرمان بندہ ہوں۔ میں فرماں برداری کا ارادہ کرتا ہوں مگر میرے ارادے سے کچھ نہیں ہوتا اور آپ کے ارادے سے سب کچھ ہو سکتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ میری اصلاح ہو مگر ہمت نہیں ہوتی۔ آپ ہی کے اختیار میں ہے میری اصلاح۔ اے اللہ! میں سخت نالائق ہوں، سخت خبیث ہوں، سخت گناہ گار ہوں، میں تو عاجز ہو رہا ہوں، آپ ہی میری مدد فرمائیے۔ میرا قلب ضعیف ہے۔ گناہوں سے بچنے کی قوت نہیں ہے، آپ ہی قوت دیجیے۔ میرے پاس کوئی سامانِ نجات نہیں، آپ ہی غیب سے میری نجات کا سامان پیدا کر دیجیے۔ اے اللہ! جو گناہ میں نے اب تک کیے ہیں، انہیں آپ اپنی رحمت سے معاف فرمائیے۔ گو میں یہ نہیں کہتا کہ آیندہ ان گناہوں کو نہ کروں گا، میں جانتا ہوں کہ آیندہ پھر کروں گا، لیکن پھر معاف کرالوں گا۔“

غرض اسی طرح سے روزانہ اپنے گناہوں کی معافی اور عجز کا اقرار، اپنی اصلاح کی دعا اور اپنی نالائقی کو خوب اپنی زبان سے کہہ لیا کرو۔ صرف دس منٹ روزانہ یہ کام کرلیا کرو۔ لو بھائی دوا بھی مت پیو۔ بدپرہیزی بھی مت چھوڑو۔ صرف اس تھوڑے سے نمک کا استعمال سوتے وقت کر لیا کرو۔ آپ دیکھیں گے کہ کچھ دن بعد غیب سے ایسا انتظام ہو جائے گا کہ ہمت بھی قوی ہو جائے گی، شان میں بٹہ بھی نہ لگے گا اور دشواریاں بھی پیش نہ آئیں گی۔ غرض غیب سے ایسا سامان ہو جائے گا کہ جو آپ کے ذہن میں بھی نہیں ہے۔

❁❁❁❁

اس وعظ سے کامل نفع حاصل کرنے کے لیے یہ دستور العمل کیمیا اثر رکھتا ہے

دستور العمل

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

وہ دستور العمل جو دل پر سے پردے اٹھاتا ہے، جس کے چند اجزاء ہیں، ایک تو کتابیں دیکھنا یا سننا۔ دوسرے مسائل دریافت کرتے رہنا۔ تیسرے اہل اللہ کے پاس آنا جانا اور اگر ان کی خدمت میں آمد و رفت نہ ہو سکے تو بجائے ان کی صحبت کے ایسے بزرگوں کی حکایات و ملفوظات ہی کا مطالعہ کرو یا سن لیا کرو اور اگر تھوڑی دیر ذکر اللہ بھی کر لیا کرو تو یہ اصلاحِ قلب میں بہت ہی معین ہے اور اسی ذکر کے وقت میں سے کچھ وقت محاسبہ کے لیے نکال لو جس میں اپنے نفس سے اس طرح باتیں کرو کہ:

”اے نفس! ایک دن دنیا سے جانا ہے۔ موت بھی آنے والی ہے۔ اُس وقت یہ سب مال و دولت یہیں رہ جائے گا۔ بیوی بچے سب تجھے چھوڑ دیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ سے واسطہ پڑے گا۔ اگر تیرے پاس نیک اعمال زیادہ ہوئے تو بخشا جائے گا اور گناہ زیادہ ہوئے تو جہنم کا عذاب بھگتنا پڑے گا جو برداشت کے قابل نہیں ہے۔ اس لیے تو اپنے انجام کو سوچ اور آخرت کے لیے کچھ سامان کر۔ عمر بڑی قیمتی دولت ہے۔ اس کو فضول رائیگاں مت برباد کر۔ مرنے کے بعد تو اُس کی تمنا کرے گا کہ کاش! میں کچھ نیک عمل کر لوں جس سے مغفرت ہو جائے۔ مگر اس وقت تجھے یہ حسرت مفیدنہ ہو گی۔ پس زندگی کو غنیمت سمجھ کر اس وقت اپنی مغفرت کا سامان کر لے۔“

www.khanqah.org

انسان اس دنیا میں حیوانوں کی طرح محض کھانے پینے کے لیے نہیں بھیجا گیا۔ انسان کو حیوانات کی بہ نسبت عقل وفہم کی جو امتیازی خصوصیت دی گئی ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ وہ اپنے تخلیق کرنے والے کو پہچان کر اس کو راضی رکھے اور اس سعی میں اپنی تمام تر توتیں بروئے کار لائے۔ اللہ کی رضا اور ناراضگی کو پہچاننے کا طریقہ اس کے نازل کردہ دین اسلام کے احکامات میں موجود ہے۔

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وعظ "مقصدِ تخلیقِ حیات" میں اللہ تعالیٰ کی رضا وناراضگی کو پہچانتے ہوئے اس کے دین پر چلنے کے نہایت آسان بلکہ بالطف طریقے بیان فرمائے ہیں۔ اس وعظ کو پڑھ کر انسان کو اللہ سے اپنا وہ ازلی تعلق یاد آتا ہے جو اس نے عالم برزخ میں اللہ کی ربوبیت کا اقرار کر کے کیا تھا جو اس کے تخلیق کے مقصد کو واضح کر کے اسے دنیا میں اللہ کی رضا کے حصول میں سرگرم اور سرگرداں رکھتا ہے۔

www.khanqah.org

ناشر
کتب خانہ مظہری